"مِن دُونِ اللہِ"
کون؟
نہایت حسین مکالمہ
تحریر
شیخ الحدیث صاحبزادہ
سید ارشد سعید کاظمی مدظلہ
مجلس رضا
مرکزی
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

نہایت حسین مکالمہ

تحریر: شیخ الحدیث صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی

امت مسلمہ کی اکثریت نے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو اپنا مشکل کشاء اور حاجت روا مان لیا ہے اور بکثرت لوگ ان کے مزارات اور خود ان کے پاس بھی جاتے ہیں جبکہ کچھ لوگ انہیں اس عقیدہ سے باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ انہیں سمجھاتے ہیں کہ ان کے پاس جانا درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جنکی تم عبادت کرتے ہو وہ تو اپنے لئے بھی کچھ نہیں کرسکتے، چہ جائیکہ وہ تمہارا بیڑا پار کریں اور پھر ایک طویل فہرست آیات کی پیش کردی جاتی ہے۔

اس سلسلہ میں ایک موحد اور ایک عام آدمی کا مکالمہ ملاحظہ فرمائیے۔

مُوَحِّد: تم اپنے آپ کو بڑا مسلمان سمجھتے ہو لیکن جب دیکھو کبھی تم کسی مزار پر نظر آتے ہو تو کبھی کسی اپنے خود ساختہ بنائے ہوئے رہنما، پیشواء، پیر، فقیر کے پاس، تمہیں تو صرف اور صرف اللہ کے حضور حاضر ہونا چاہیئے۔ ان قبروں، آستانوں اور پیروں، فقیروں کو چھوڑو۔

عام مسلمان: بھائی مسجد میں تو پانچ وقت کی حاضری ہوتی ہے اور اپنے رب کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعائیں مانگتا ہوں۔

مُوَحِّد: تمہاری یہ تمام عبادتیں رائیگاں جائیں گی کیونکہ تم قبروں اور آستانوں پر جاکر شرک کرتے ہو۔

عام مسلمان: بھائی! ہم شرک کیسے کرتے ہیں ذرا ہمیں سمجھاؤ تو سہی۔

مُوَحِّد: پورے جوش میں! اللہ تعالیٰ نے قبروں، پیروں، فقیروں کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے۔

عام مسلمان: بھائی! وہ کیسے؟

مُوَحِّد: دیکھو بیشمار آیات ہیں ملاحظہ کرو مثلاً

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ؕ وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۷۶﴾

فرما دیجئے کیا تم اللہ کے سوا اس کو پوجتے ہو جو نہ تمہارے کسی نقصان کا مالک ہے نہ کسی نفع کا (المائدہ:۷۶)

اور جیسا کہ سورۃ العنکبوت میں بھی ہے

مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚۖ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا ؕ وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

جنھوں نے اللہ کو چھوڑ کر مددگار بنا لئے ہیں ان کی مثال اس مکڑی کی طرح ہے کہ اس نے جالے کا گھر بنایا اور اس میں شک نہیں کہ اس کا گھر تمام گھروں سے زیادہ کمزور ہے۔ (العنکبوت:۴۱)

اور اس کے علاوہ سورۃ الحج آیت نمبر ۷۳،

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾

اے لوگو ایک مثال بیان کی گئی اسے کان لگا کر سنو یقیناً اللہ کو

چھوڑ کر تم جن (بتوں) کی عبادت کرتے ہو (اگر) وہ ایک مکھی بھی (بنانا چاہیں تو) ہرگز نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر جمع ہو جائیں اور (پیدا کرنا تو در کنار) اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو اس کو وہ اس سے چھڑا نہیں سکتے طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں۔

اس کے علاوہ سورۃ الزمر آیت نمبر ۳،

اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ؕ وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ؕ۬ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴿۳﴾

لوگو سن لو خالص بندگی اللہ ہی کے لئے ہے اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے سوا شریک بنا رکھے ہیں (کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر صرف اس لئے یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دین بیشک اللہ ان کے درمیان فیصلہ فرما دے گا جس چیز میں یہ اختلاف کر رہے ہیں یقیناً اللہ رہنمائی نہیں فرماتا اسے جو نہایت جھوٹا بڑا ناشکرا ہو۔

اور اس کے علاوہ سورۃ الاحقاف آیت نمبر ۴

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِیْ مَا ذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ؕ اِیْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَاۤ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴﴾

آپ فرمائیں ذرا بتاؤ تو تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی پوجا کرتے ہو

مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین کا کون سا جز بنایا یا آسمانوں (کے
بنانے) میں ان کا کچھ حصہ ہے؟ لاؤ میرے پاس اس سے پہلی
کوئی کتاب یا (پہلے) علم کا کچھ بچا ہوا (حصہ) اگر تم سچے ہو۔

بھی پڑھ لو۔

عام مسلمان: بھائی! آپ نے اتنی آیات پیش کر دیں اس سے تو یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ اس وقت کے عرب لوگ بھی اپنے اپنے پیروں، فقیروں اور قبروں پر جاتے ہونگے، کیونکہ بقول تمہارے ان آیات میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو وہاں جانے سے روک رہا ہے، بھلا یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اس زمانہ میں ایسا کرنے سے منع فرما رہا ہے وہ اس زمانہ کے مسلمان یعنی صحابہ کرام تھے یا کوئی اور لوگ۔

مُوَحِّد: ارے توبہ کرو، وہ صحابہ کیسے ہو سکتے ہیں، بھلا صحابہ ایسا کام کیوں کرنے لگے۔ یہ کام کرنے والے لوگ تو اس زمانے کے مشرکین تھے۔

عام مسلمان: تو وہ مشرکین کیا قبروں اور آستانوں یا کسی پیر فقیر کے پاس جایا کرتے تھے، اگر وہ پیروں، فقیروں کے پاس جایا کرتے تھے تو ذرا ان پیروں، فقیروں کے نام تو بتا دو اور اگر وہ قبروں پر حاضری دیا کرتے تھے تو ان قبروں کی نشاندہی کر دو؟

مُوَحِّد: ارے وہ کسی قبر پر تو جا ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک تو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا تصور ہی نہیں ہے چہ جائیکہ وہ کسی قبر والے کو زندہ سمجھ کر وہاں اس کی قبر کے پاس بیٹھیں اور اس سے مانگیں اور اس زمانہ میں تو کوئی پیر، فقیر تھے ہی نہیں کہ جن کے پاس یہ مشرکین جاتے۔

عام مسلمان: ارے بھائی! ذرا غور تو کرو کہ تم کہہ کیا رہے ہو، وہ آیات پڑھ پڑھ کر

ہمیں قبروں اور پیروں کے پاس جانے سے روکتے ہو جو کہ اس سلسلہ میں نازل ہی نہیں ہوئی ہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ ہیرے کی قیمت بجری بنانے والی فیکٹری میں جا کر پوچھی جائے کہ بتاؤ ہیرے کی کیا قیمت ہے۔تو وہاں سے یہی جواب ملے گا کہ بھائی یہ تو بجری کی فیکٹری ہے، جوہری کی دکان نہیں۔ اگر ہیرے کی قیمت پوچھنی ہے تو کسی جوہری کی دکان پر جا کر پوچھو۔اے بھائی مسلمانوں کو اتنا بڑا دھوکہ تو نہ دو اور کلمہ گو مسلمانوں کو خواہ مخواہ جہنمی نہ بناؤ اور انہیں بلاوجہ مشرک قرار نہ دو! یہ تو ایسی بات ہے کہ شراب کی حرمت کی آیات پڑھ پڑھ کر صندل اور الائچی کے خوشبودار شربتوں کو حرام قرار دیا جانے لگے، بھائی وہ مشرکین اور انکے بت ہیں جبکہ یہاں تو مسلمان اور اللہ تعالیٰ کے مقدس بندے ہیں۔تم مسلمانوں کو مشرکین اور انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کو بتوں پر قیاس نہ کرو، اس طرح تو مفہوم قرآن بدل کر رہ جائیگا اور پورا دین مسخ ہو جائیگا۔

مُوَحِّد: ارے کیسی بات کہتے ہو، دیکھو جس طرح کہ ہندو جو بتوں کے پجاری ہیں وہ اپنے بتوں کو غسل دیا کرتے ہیں، یہ مسلمان بھی اپنے بزرگوں کی قبروں کو غسل دیتے ہیں ذرا مشرکوں اور ہندوؤں سے ان کی مشابہت تو دیکھو کتنی ہے، بالکل وہی مشرکانہ طور طریقے معلوم ہوتے ہیں۔

عام مسلمان: ارے بھائی! اگر مشابہت کی بات کرتے ہو تو اس طرح تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے۔

(1) ہندوؤں کے نزدیک گنگا اور جمنا کا پانی متبرک ہے اور تمہارے نزدیک زم زم اور حوض کوثر کا پانی۔

(2) ہندو پتھروں کو چوما کرتے ہیں اور تم حجر اسود کو۔

(3) ہندو بتوں کی طرف منہ کر کے سجدہ کرتے ہیں اور تم بھی پتھروں کے بنے ہوئے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے سجدہ کرتے ہو۔

مُوَحِّد: ارے کیسی بات کرتے ہو بھائی! زم زم کے پانی کو تو اللہ تعالیٰ نے متبرک قرار دیا ہے۔

عام مسلمان: بہر حال مشابہت تو پائی گئی ہے۔ اچھا تو یہ بتاؤ کہ خانہ کعبہ شریف کو غسل دینا اور بتوں کو غسل دینا، کیا ایک جیسا نہیں لگتا؟ یہ غسل کعبہ کا حکم کونسی آیت یا حدیث میں آیا ہے۔

مُوَحِّد: لاجواب ہوتے ہوئے! ارے توبہ کرو یہ خانہ کعبہ اور وہ بت ہیں، تمہاری باتیں ہماری سمجھ سے بالا تر ہیں۔

عام مسلمان: اچھا یہ بتاؤ کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا خلفائے راشدین کے زمانہ میں غسل کعبہ ہوا کرتا تھا تو اس میں کس کس صحابی نے شرکت فرمائی تھی؟

مُوَحِّد: ارے کیا بات کرتے ہو! ہم یہ بات مانتے ہیں کہ غسل کعبہ پہلے نہ ہوا کرتا تھا مگر اس کے کرنے میں مضائقہ ہی کیا ہے۔

عام مسلمان: اے بھائی! ذرا سوچو تو سہی کیا کعبہ شریف کو غسل دینا بدعت نہ ہوا۔

مُوَحِّد: بدعت تو ہے مگر اس کے کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لئے کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ دین نے ہمیں ایسا کرنے سے روکا نہیں ہے۔

عام مسلمان: اے بھائی! یہی تو ہم کہتے ہیں ہر وہ نیا کام جسے دین منع نہ کرے اس کے کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہونا چاہئے اور اسے بدعت، بدعت کی رٹ لگا کر، ناجائز، حرام اور شرک و بدعت کہہ کر رد نہیں کر دینا چاہئے۔

مُوَحِّد: لاجواب ہو کر بات بدلتے ہوئے ارے تم تو کہاں کی بات کہاں لے آئے ہو۔ بات تو ہو رہی تھی قبروں اور پیروں سے متعلق، یہ بتاؤ کہ تم مقدس بندوں کے پاس جانے کو ضروری کیوں قرار دیتے ہو۔ اس

کے جواز کے کیوں قائل ہو جبکہ ہم نے تمہیں کئی آیات پڑھ کر سنائی ہیں کہ ان کے پاس جانا جائز نہیں۔

عام مسلمان: اے بھائی پھر تم وہی بات کر رہے ہو جس کا ہم جواب دے آئے ہیں برائے مہربانی بتوں والی آیات پڑھ پڑھ کر انبیاء کرام اور اولیاء اللہ پر چسپاں نہ کرو یہ تو میں ابھی ثابت کروں گا کہ ہم انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے پاس کیوں جاتے ہیں۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ بتوں والی آیات میں تم لوگ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی شان کو تلاش کرتے ہو اور بتوں والی آیات کا حکم ان مقدس شخصیات پر لگاتے ہو یہ کتنا بڑا ظلم و ستم ظریفی ہے۔ اگر ان مقدس حضرات کی شان تلاش کرنی ہے تو وہ بتوں والی آیات میں نہ ملیں گی بلکہ ان آیات میں ملیں گی جو خود ان بزرگ ہستیوں کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں۔

مُوَحِّد: ذرا تم خود ہی وہ آیات پیش کر دو جن سے ان مقدس شخصیات اور بتوں کے درمیان فرق واضح ہو جائے تا کہ ہماری سمجھ میں بھی یہ بات آجائے کہ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔

عام مسلمان: سرِ دست تو اتنا عرض کروں گا کہ بتوں والی آیات میں تو رب العالمین کا یہی پیغام بار بار آ رہا ہے کہ تم ان کے پاس مت جاؤ اور نہ ان سے کچھ مانگو وہ تمہیں کچھ بھی نہیں دے سکیں گے مگر جب پیارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر آتا ہے تو سورۃ المنافقون میں یوں ارشاد ہوتا ہے۔

وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ تَعَالَوۡا یَسۡتَغۡفِرۡ لَکُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ لَوَّوۡا رُءُوۡسَہُمۡ وَ رَاَیۡتَہُمۡ یَصُدُّوۡنَ وَ ہُمۡ مُّسۡتَکۡبِرُوۡنَ ۝۵ سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ اَسۡتَغۡفَرۡتَ لَہُمۡ اَمۡ لَمۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ ؕ لَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا

يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۝۶

اور جب ان سے کہا جائے آؤ اللہ کے رسول تمہارے لئے مغفرت طلب کریں (تو ازراہِ تمسخر) اپنے سر مٹکاتے ہیں اور آپ انہیں دیکھتے ہیں کہ وہ تکبر کرتے ہوئے (آپ سے) رُکتے ہیں۔ ان پر یکساں ہے آپ ان کے لئے معافی چاہیں یا ان کے لئے معافی نہ چاہیں اللہ انہیں ہرگز معاف نہ فرمائے گا بیشک اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔ (المنافقون:۵،۶)

دیکھو اے میرے بھائی! یہ فرق ہے انبیاء کرام اور بتوں میں، کہ بتوں کے پاس جانے سے انسان جہنمی اور مشرک ہو جاتا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر نہ ہونے سے انسان جہنمی اور کافر ہو جاتا ہے، بتوں سے مانگے تو دوزخی ہو جائیگا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنے لئے دعائے استغفار کرانے سے جنتی ہو جاتا ہے۔

دوسرا فرق: کہ بتوں کے پاس عقیدت و احترام کے ساتھ جانے سے بندہ گنہگار ہو جاتا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۝۶۴

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اس کی فرمانبرداری کی جائے اللہ کے حکم سے اور اگر وہ کبھی اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو آ جاتے آپ کے پاس پھر مغفرت طلب کرتے اللہ سے اور مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول، تو ضرور پاتے اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، بے حد رحم فرمانے والا۔ (النساء:۶۴)

دیکھو بھائی! یہ فرق ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بتوں میں کہ بتوں کے پاس جانے سے بندہ گنہگار ہو جاتا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ عظیم بارگاہ ہے کہ ان کے پاس حاضر ہونے سے گناہ دھل جاتے ہیں اور مزید یہ کہ اللہ کی رحمت بھی برستی ہے۔

مُوَحِّد: ارے تم کیسی بات کرتے ہو! اس مسلمان کی بخشش تو اس بناء پر ہوئی تھی کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی بھلا اس میں رسول کا کیا تعلق؟

عام مسلمان: اے بھائی! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ صرف استغفار کرنے کی بناء پر بخشا گیا تب یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو یوں کیوں فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آ جاؤ اور پھر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تمہارے لئے دعا مغفرت فرمائیں تب جا کر تمہاری بخشش ہو گی اور جو بات تم کہہ رہے ہو اگر وہ درست ہوتی تو اللہ تعالیٰ بھی یوں فرماتا کہ رسول کے پاس نہ جانا۔ اگر گئے تو مشرک ہو جاؤ گے اور کبھی بھی بخشے نہ جاؤ گے بلکہ حجروں اور کمروں میں بند ہو کر محض اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت مانگو تب جا کر تمہاری بخشش ہو گی۔

مُوَحِّد: تو یہ بتاؤ کہ ابھی تم نے سورۃ المنافقون کی آیت پڑھی ہے اور کہا ہے کہ ان منافقین کے لئے برابر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کیلئے استغفار کریں یا نہ کریں اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی استغفار ان کیلئے بخشش اور رحمت کا سبب بنتی تو اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی استغفار کی بناء پر ان کی بخشش کر نہ دیتا؟

عام مسلمان: بھائی! یہی بات تو سمجھنے کی ہے کہ یہ منافقین چونکہ خود تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گناہوں کی معافی کیلئے دعا کرانا پسند نہیں کرتے تھے تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ وہ منافقین خود تو

غرورونخوت کا مجسمہ بنے اکڑے کھڑے رہیں اور میرا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کیلئے دعائے مغفرت فرمائے اوراس بناء پرانکی بخشش ہوجائے۔

ہاں! اگروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گناہوں کی معافی کے طلبگار بن کر جاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی وجہ سے وہ یقینا بخشے جاتے جیسا کہ ابھی (النساء: ۶۴)

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۝۶۴

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگراس لئے کہ اس کی فرمانبرداری کی جائے اللہ کے حکم سے اور اگر وہ کبھی اپنی جانوں پرظلم کر بیٹھے تھے تو آجاتے آپ کے پاس پھر مغفرت طلب کرتے اللہ سے اور مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول، توضرور پاتے اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، بے حد رحم فرمانے والا۔

میں گزرا۔

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی ہے کہ اس آیت کریمہ میں محض اس بات کو بیان کرنا مقصود نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے دعائے مغفرت فرمادیں تو وہ بخشے جائیں گے بلکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر دعا کے طلبگار بنیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کریں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے دعائے مغفرت فرمائیں تب جاکران کی بخشش ہوگی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ بتوں کو پکاروگے تو جہنم میں جاؤگے مگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بخشش کیلئے پکاروگے تو جنتی بن جاؤگے۔

مُوَحِّد: اچھا ذرا یہ بتاؤ کہ قرآن مجید میں یہ جو آتا ہے کہ تم اللہ کے علاوہ کسی اور معبود کو نہ پکارو، تو اس بارے میں تم کیا کہتے ہو

عام مسلمان: بھائی! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے علاوہ کسی اور معبود کو نہ پکارو۔ ہم کسی معبود کو نہیں پکارتے ہیں بلکہ نبیوں اور ولیوں کو پکارتے ہیں اور انہیں اللہ کا بندہ سمجھ کر پکارتے ہیں معبود سمجھ کر نہیں۔ برخلاف مشرکین کے کہ وہ اپنے بتوں کو معبود سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔

مُوَحِّد: اچھا اس آیت میں تو ہے کہ کسی اور معبود کو نہ پکارو مگر دوسری آیت میں یہ جو آتا ہے کہ مسجدیں اللہ کے لئے ہیں تم اللہ کے ساتھ کسی بھی اور کو نہ پکارو یعنی معبود سمجھ کر پکارنے کی قید نہیں لگائی؟

عام مسلمان: اے بھائی! اگر اس آیت کریمہ کا یہ مطلب لیا جائے کہ مسجدوں میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو نہ پکارو تو یہ بتاؤ کہ تم مسجد میں اذان دیتے ہوئے یہ نہیں کہتے ہو "حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح" کہ آؤ نماز کی طرف، آؤ فلاح و بہبود کی طرف۔ بتاؤ کیا تم یہ اللہ تعالیٰ کو نماز اور فلاح کے لئے پکار رہے ہو (نعوذ باللہ) یا بندوں کو؟

مُوَحِّد: بندوں کو! نعوذ باللہ ہم اللہ کو نماز کیلئے کیسے پکار سکتے ہیں، وہ تو نماز پڑھنے سے پاک ہے اور فلاح تو وہ خود عطا فرماتا ہے۔ ہم اس کو فلاح کی طرف کیسے پکار سکتے ہیں۔

عام مسلمان: بس یہی تو میں تم سے کہلوانا چاہتا تھا، اب ذرا یہ بتاؤ کہ تم مسجدوں میں لوگوں کو کیوں پکارتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے منع بھی فرمایا ہے کہ تم مسجدوں میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو اور تمہاری تو بڑی بڑی مسجدیں ہیں اگر تم دین نہ پھیلاؤ گے تو اور کون پھیلائے گا پس آج سے یا تو اپنی مسجدوں میں اذان دینا بند کر دو یا کم از کم "حی علی

الصلوٰۃ، حی علی الفلاح‘‘ کے جملے تو ضرور نکال دو۔

مُوَحِّد: زِچ ہوتے ہوئے! تو ذرا تم ہی ان آیات کی تشریح کردو۔

عام مسلمان: بھائی! مطلب تو واضح ہے کہ قرآن مجید کی ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر کرتی ہے۔ وہ اس طرح کہ جس آیت میں یہ آیا ہے کہ تم مسجدوں میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو معبود سمجھ کر نہ پکارو کیونکہ دوسری آیات میں واضح ہے کہ تم اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو۔ ہاں اگر بندوں کو بندہ سمجھ کر پکارو گے تو کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔

مُوَحِّد: بات دراصل یہ ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ اور اولیاء کرام کو دور سے پکارتے ہو اور دور سے تو صرف اللہ تعالیٰ ہی سُن سکتا ہے کوئی اور نہیں سُن سکتا۔ تم تو انہیں اسی طرح سننے والا مانتے ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہو۔

عام مسلمان: اچھا بھائی! پہلے ہمارا عقیدہ سن لو کہ ہم انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو دُور سے سننے والا کیسے مانتے ہیں پھر بتاؤ کیا تم اللہ تعالیٰ کو بھی اسی طرح دُور سے سننے والا مانتے ہو تو تب شرک ہوگا ورنہ شرک نہ ہوگا۔

عقیدہ سنو! اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کرام اور اولیاء عظام میں ایسی قوت سماعت سننے کی طاقت رکھ دیتا ہے کہ وہ دُور و نزدیک کی تمام باتیں سن سکتے ہیں کیا تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی یہی عقیدہ رکھتے ہو کہ اسے بھی کسی نے ایسی قوت عطا کی ہے جس کی بناء پر وہ سنتا ہے یا یہ طاقت اس کی اپنی ہے۔

مُوَحِّد: اللہ تعالیٰ کو سننے کی طاقت کون دے گا! وہ تو اللہ ہے۔

عام مسلمان: بھائی یہی تو فرق ہے کہ انبیاء و اولیاء میں کہ یہ قوت ان میں اللہ تعالیٰ

نے پیدا فرمائی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج ہو کر نہیں سنتا، مگر بندہ اللہ کا محتاج ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس میں یہ قوت رکھ دیتا ہے تو وہ بھی دُور و نزدیک کی ہر بات سن لیتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ تو خود سنتا ہے اسے کوئی سنانے والا نہیں۔

مُوَحِّد: بھلا اللہ تعالیٰ کسی میں ایسی قوت کیوں رکھے گا؟ اسے کیا ضرورت در پیش آ گئی کہ وہ کسی میں ایسی قوت رکھے؟ کیا وہ نبیوں، ولیوں کا محتاج ہے کہ وہ پہلے ہماری باتیں دور سے سنیں پھر اللہ تعالیٰ کو پتا چلے گا ورنہ نہیں۔

عام مسلمان: بھائی مجھے تو یہ پتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ضرورت پیش آتی ہے کہ بندہ کو۔ مگر میں اتنی بات ضرور جانتا ہوں کہ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی سیدنا سلیمان علیہ السلام میں دُور و نزدیک سے سننے کی قوت رکھ دی تھی۔ جیسا کہ سورۃ النمل میں ہے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام جب اپنے تخت پر پرواز کرتے ہوئے چیونٹیوں کی وادی میں آئے تو ایک چیونٹی نے باقی چیونٹیوں سے کہا اے چیونٹیو! اپنے بِلوں میں داخل ہو جاؤ کہ کہیں سلیمان علیہ السلام کا لشکر بے خیالی میں تمہیں کچل نہ ڈالے تو سیدنا سلیمان علیہ السلام ان کی یہ بات سن کر مسکرا دیئے اور عرض کیا کہ اے میرے رب (چونکہ تو نے یہ قوت مجھے عطا فرمائی ہے اس لئے) تو مجھے اتنی توفیق عطا فرما کہ میں تیرا شکر ادا کرتا رہوں۔ (النمل: ۱۹، ۱۸)

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ

أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ أَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ أَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩﴾

یہاں تک کہ جب (ہوا پر اڑتے ہوئے) وہ چیونٹیوں کے میدان پر آئے تو ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو تم اپنی رہائش گاہوں میں داخل ہو جاؤ (کہیں) سلیمان اور اُن کے لشکر تمہیں کچل نہ ڈالیں اس حال میں کہ انہیں خبر نہ ہو۔ تو (سلیمان) اُس کی بات سے مسکرا کر ہنس پڑے اور عرض کی اے میرے رب (اپنی توفیق سے) مجھے اس بات پر قائم رکھ کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ میں نیک کام کرتا رہوں جو تو پسند فرمائے۔ اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے (مظرب ترین) نیک بندوں میں شامل فرما۔

یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ نے یہ قوت رکھ دی تھی کہ اپنے تخت پر اڑتے ہوئے چیونٹی کی آواز سن رہے ہیں اور ان کی بولی بھی سمجھ رہے ہیں۔

مُوَحِّد: اچھا چلو یہ تو مان لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا سلیمان علیہ السلام میں یہ قوت رکھ دی تھی لیکن یہ جو تم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق عقیدہ رکھتے ہو کہ وہ بھی دور و نزدیک کی تمام باتیں سن لیتے ہیں۔ یہ کہاں سے ثابت ہے؟

عام مسلمان: اے بھائی! پہلے یہ بات تو مان لو کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی میں ایسی قوت رکھ دے تو یہ ممکن ہے اور اسے شرک نہیں کہا جائیگا۔ رہا ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ! تو اس بارے میں بیشمار حدیثیں ہیں مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

''کہ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے'' (مشکوۃ شریف ص:457 رواہ احمد و ترمذی)

دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیں

''اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تمام زمین کو کھول دیا پس میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا'' (رواہ مسلم 390 جلد 2)

تیسری حدیث ملاحظہ فرمائیں

''بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں جلوہ گر ہوئے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ابتدائے خلق کی خبریں دینا شروع فرمائیں یہاں تک کہ جنتی، جنت میں داخل ہو گئے اور جہنمی اپنے ٹھکانوں میں، جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس خطبہ کو یاد رکھا اسے یاد رہ گیا اور جو بھول گیا سو وہ بھول گیا۔'' (بخاری شریف۔ حدیث نمبر 3192)

چوتھی حدیث ملاحظہ فرمائیں

''کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب (سورج کو گرہن لگنے کے وقت کی نماز) نماز کسوف پڑھائی پھر ارشاد فرمایا کوئی بھی ایسی چیز باقی نہیں رہی جو کہ میں نے اس جگہ میں ابھی ابھی نہ دیکھ لی ہو''

(بخاری شریف: حدیث نمبر 1053)

مُوَحِّد: تم یہ جو کہتے ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کا وارث بنا دیا ہے یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ کائنات تو ہو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے وارث بن جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کیا اس کی کوئی مثال قرآن یا حدیث میں آئی ہے؟

عام مسلمان: ہاں بھائی اس کی کئی مثالیں آئی میں مثلاً ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو

تمام انبیاء کے سردار ہیں قرآن مجید میں تو سیدنا سلیمان علیہ السلام کے متعلق آتا ہے کہ ان کو کائنات کی ہر نعمت میں سے حصہ ملا ہے جیسا کہ سورۃ النمل میں ہے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یعنی اعلان کیا

وَ وَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَ اُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾

اور سلیمان داؤد کے وارث ہوئے اور انہوں نے فرمایا اے لوگو ہمیں سکھائی گئی پرندوں کی بولی اور ہمیں ہر چیز میں سے عطا ہوا بیشک یہی (اللہ کا) کھلا فضل ہے۔ (النمل:۱۶)

جب سیدنا سلیمان علیہ السلام کو ہر چیز میں سے عطا کیا گیا تو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کائنات کے وارث بننے میں کونسی چیز رکاوٹ ہوسکتی ہے۔

''جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک بھی ہے کہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرما دی گئی ہیں۔'' (بخاری شریف: جلد نمبر 1، ص 179)

اور جیسا کہ سورۃ الانبیاء میں ہے کہ

وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ (الانبیاء:۱۰۵)

اور بیشک نصیحت (کا ذکر کرنے) کے بعد ہم نے زبور میں لکھ دیا ہے کہ یقیناً زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

نیز سورۃ الاعراف میں ہے

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ (الاعراف:۱۲۸)

موسیٰ نے اپنی امت سے فرمایا اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو، بیشک زمین صرف اللہ کی ہے وہ اس کا وارث بناتا ہے جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور اچھا انجام پرہیز گاروں ہی کے لئے ہے۔

ان آیات کریمہ میں تو بالکل واضح طور پر فرما دیا ہے کہ زمین ہماری ہوگی مگر اس کے وارث نیک بندے ہوں گے اب بتاؤ کہ کیا اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس کی زمین کے وارث نہیں ہو سکتے۔

مُوَحِّد: بات کو پھیرتے ہوئے! اچھا یہ تمہاری منتیں مرادیں کیا ہیں یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے؟

عام مسلمان: یہ آپ حضرات کی عادت ہے کہ ایک بات میں لاجواب ہونے لگتے ہو تو دوسری بات چھیڑ دیتے ہو بہر حال اس کا بھی جواب لیتے جاؤ کہ جہاں تک تعلق ہے منتوں، مرادوں کا تو اس میں پہلے ہمارا عقیدہ سن لو پھر اعتراض کرنا۔

عقیدہ: ہم منت اس طرح مانتے ہیں اے اللہ یہ صاحب مزار تیرا برگزیدہ بندہ ہے ہم اس کے مزار پر خیرات کریں گے، دیگیں پکائیں گے اور فقراء کو کھلائیں گے پس تو ہماری فلاں مشکل کشائی فرما دے اب بتاؤ اس خیرات کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔

مُوَحِّد: تمہارے اس عقیدہ کے بارے میں تو ہم یہ کہتے ہیں کہ تم نے مزار والوں کو اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ مان لیا ہے جو کہ درست نہیں

ہے کیونکہ تم یہی عقیدہ رکھتے ہو۔ ہم جب ان کے مزارات پر منت مانیں گے تو ہمارا یہ کام جلدی ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے مقرب تھے یہی عقیدہ مشرکین اپنے بتوں کے بارے میں رکھتے تھے جیسا کہ سورۃ الزمر میں ہے کہ

اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ؕ وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ؕ۬ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝۳

لوگو سن لو خالص بندگی اللہ ہی کے لئے ہے اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے سوا شریک بنا رکھے ہیں (کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر صرف اس لئے کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں بیشک اللہ ان کے درمیان فیصلہ فرما دے گا جس چیز میں یہ اختلاف کر رہے ہیں یقیناً اللہ رہنمائی نہیں فرماتا اسے جو نہایت چھوٹا بڑا ناشکرا ہو۔ (الزمر:۳)

یعنی وہ اپنے بتوں کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ مانتے تھے اور تم بھی اپنے پیروں، فقیروں اور انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ اور وسیلہ مانتے ہو۔

عام مسلمان: اے بھائی! سورۃ الزمر کی جس آیت کا تم نے حوالہ دیا ہے اس میں تو صاف صاف لکھا ہے کہ وہ مشرکین کہتے ہیں کہ ہم ان بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں گے یعنی وہ ان بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے اس بناء پر تو وہ مشرک تھے جبکہ ہم اولیاء و انبیاء کی عبادت نہیں کرتے ہیں اس لئے ہم مشرک نہیں ہیں۔

رہی یہ بات کہ آیا انبیاء کرام اپنے امتیوں کو اللہ تعالیٰ سے قریب کرتے ہیں یا نہیں؟ ذرا تم خود سوچو تو سہی کہ اگر نبی اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے کے لئے نہیں آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کا مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو انبیاء کرام کو تو بھیجا ہی اس لئے ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے قریب کر دیں۔ مگر بتوں کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب کے لئے وسیلہ نہیں بنایا ہے اس لئے برائے مہربانی بتوں والی آیات پڑھ پڑھ کر انبیاء کرام اور اولیاء عظام پر چسپاں نہ کریں یہی بات میں نے شروع میں بھی عرض کی تھی۔

مُوَحِّد: دیکھو تم جن مقدس بندوں کو پکارتے ہو وہ سب مل کر بھی ایک مکھی تو بنا نہیں سکتے ہیں جیسا کہ سورۃ الحج میں ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾

اے لوگو ایک مثال بیان کی گئی اسے کان لگا کر سنو یقیناً اللہ کو چھوڑ کر تم جن (بتوں) کی عبادت کرتے ہو (اگر) وہ ایک مکھی بھی (بنانا چاہیں تو) ہرگز نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر جمع ہو جائیں اور (پیدا کرنا تو درکنار) اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو اس کو وہ اس سے چھڑا نہیں سکتے طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں۔ (الحج: ۷۳)

دیکھو یہ حال ہے تمہارے خود ساختہ مشکل کشاؤں کا۔

عام مسلمان: بھائی! میں نے آپ سے پہلے بھی عرض کی تھی کہ جو آیتیں بتوں کے

متعلق نازل ہوئی ہیں ان میں انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی شان تلاش نہ کرو اور نہ ہی ان آیات سے انبیائے کرام و اولیاء عظام کی قدر و منزلت ناپی جاسکتی ہے۔

مُوَحِّد: ارے تم تو ہر آیت کے متعلق یہ کہہ دیتے ہو کہ یہ بتوں سے متعلق ہے تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ یہ آیات انبیاء و اولیا کے متعلق نہیں ہے بلکہ بتوں کے متعلق ہے۔

عام مسلمان: بھائی! یہ آیت کریمہ خود بتلا رہی ہے کہ اس کا تعلق بتوں کے ساتھ ہے انسانوں کے ساتھ نہیں۔

مُوَحِّد: وہ کس طرح؟

عام مسلمان: لوسنو! اس آیت کریمہ میں ان بتوں کی بیچارگی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس سے واپس تک تو لے نہیں سکتے تو وہ تمہاری کیا مدد کریں گے۔ ذرا آپ خود غور کرو کہ اگر کوئی انسان کی دوسرے سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو کیا وہ مالک اپنی چیز واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

مُوَحِّد: لے سکتا ہے۔

عام مسلمان: بھائی یہی تو ہم کہتے ہیں کہ جو چھینی ہوئی چیز واپس نہ لے سکے وہ بت ہی ہوسکتا ہے۔ انسان نہیں۔

مُوَحِّد: اچھا بات تو سمجھ آ گئی مگر یہ بتاؤ اگر تمہارے سارے انبیاء و اولیاء اور پیر، فقیر مل بھی جائیں تو کیا ایک مکھی بنا سکتے ہیں؟

عام مسلمان: بھائی جب یہ آیت انسانوں کے متعلق ہے ہی نہیں تو اس کو آپ انبیاء و اولیاء عظام پر کیسے چسپاں کر سکتے ہو۔

مُوَحِّد: زور دیتے ہوئے! بات نہ بدلو یہ بتاؤ کہ اگر سارے انبیاء و اولیاء مل

جائیں تو کیاایک مکھی بھی بنا سکتے ہیں۔

عام مسلمان: ہاں! کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت وطاقت سے مکھی تو مکھی وہ تو پورا جیتا جاگتا پرندہ بنا سکتے ہیں۔

مُوَحِّد: ہنستے ہوئے، وہ کیسے؟

عام مسلمان: دیکھو! سورۃ ال عمران میں ہے

وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ﴿۴۹﴾

اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف (یہ کہتا ہوا) کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لے کر آیا ہوں۔ تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے جیسی صورت بناتا ہوں پھر میں اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اُڑنے والی ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفایاب کرتا ہوں مادرزاد اندھے اور برص والے کو اور میں چلاتا ہوں مُردے اللہ کے حکم سے اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں اس چیز کی جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو بیشک ان سب باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم مؤمن ہو۔ (آل عمران:۴۹)

اب بتاؤ کہ نبی نے مٹی کی مورتی کو جیتا جاگتا پرندہ نہیں بنا دیا۔
پس ثابت ہو گیا کہ مکھی بنانے والی آیت کریمہ بتوں سے متعلق ہے۔

اس کے مقدس بندوں کے لئے نہیں۔ اچھا یہ بتاؤ کیا تمہیں یہ معلوم ہے کہ آیت کریمہ میں پھونک مارنے کا ذکر کیوں آیا ہے۔

مُوَحِّد: نہیں۔

عام مسلمان: دراصل یہ نبی کا دم ہے۔ کہ اگر نبی مٹی پر پھونک مارے یعنی دم کر دے تو اس میں بھی حیات اور زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ تمہاری سمجھ میں میری یہ بات آئے گی تو نہیں۔ کیونکہ تم دم درود کے قائل جو نہیں ہو مگر پھر بھی!

''شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات''

مُوَحِّد: اچھا یہ تو بتاؤ کہ سورۃ فاطر میں یہ جو آتا ہے کہ

يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ؕ﴿١٣﴾

داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور اس نے کام میں لگا رکھے سورج اور چاند ہر ایک مقرر معیاد تک جاری ہے، یہ ہے (عظمت والا) اللہ تمہارا رب اسی کا ہے سارا ملک اور وہ (باطل معبود) جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے کسی چھلکے کے (بھی) مالک نہیں۔ (فاطر:13)

عام مسلمان: ارے بھائی! پھر تم نے وہی حرکت کی کہ بتوں والی آیات اللہ تعالیٰ کے مقدس بندوں پر چسپاں کر دی۔

مُوَحِّد: جو آیات بھی ہم پیش کرتے ہیں تم اس کے بارے میں یہ کہہ کر بات ختم کر دیتے ہو کہ یہ بتوں سے متعلق ہے۔ ذرا اب ثابت کرو کہ یہ آیت بھی

بتوں سے متعلق ہے۔

عام مسلمان: بھائی! تم خود اسی آیت کریمہ میں غور کرلو تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہ آیت بھی بتوں سے متعلق ہے۔ کہ اس میں یہ بتلایا جا رہا ہے ''تم جنہیں اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے اوپر کے چھلکے کے مالک نہیں ہیں'' اب تم یہ بتلاؤ کیا یہ ممکن ہے کہ انسان پورے کے پورے کھجوروں کے باغات کا مالک تو ہو مگر ان باغات کی کھجوروں کی گٹھلیوں کے اوپر کے چھلکوں کا مالک نہ ہو۔

مُوَحِّد: یہ تو ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ جب وہ تمام کھجوروں کے درختوں کا مالک ہوگا تو ان پر لگی ہوئی تمام کھجوروں کا بھی مالک ہوگا۔ اور جب وہ کھجوروں کا مالک ہوگا تو کھجوروں کی گٹھلیوں کے اوپر کے چھلکے کا بھی مالک ہوگا۔

عام مسلمان: بھائی! یہی بات تو میں سمجھانا چاہتا تھا کہ جنہیں وہ مشرکین اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں کیونکہ وہ تو پتھروں کے تراشے ہوئے بت ہیں انسان نہیں کیونکہ انسان تو پورے کے پورے کھجوروں کے باغات کا مالک ہو جاتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ آیت بھی بتوں سے متعلق ہے مقدس شخصیات سے متعلق نہیں۔

مُوَحِّد: زِچ ہوتے ہوئے۔ ارے تم نے حد کردی ہے اپنی باتیں ہی منواؤ گے اور ہماری ایک نہ سنو گے، اچھا کیا تمہارے پاس کوئی ایسا طریقہ ہے کہ ہم فوراً سمجھ لیں کہ یہ آیت بتوں سے متعلق ہے اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کے مقدس بندوں کے متعلق ہیں۔

عام مسلمان: ہاں بھائی اندازہ پیش کیا جا سکتا ہے ورنہ تو اس بات کو تفسیروں میں واضح طور پر بیان کردیا گیا ہے۔

مُوَحِّد: بے صبری سے! وہ اندازہ کیا ہے؟

عام مسلمان: تحمل سے، جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے مقدس بندوں کے متعلق کوئی آیت پڑھے تو تم اس میں غور کرو کہ اگر اس میں "من دون الله" یا "من دونه" کے کلمات ہیں سمجھ لو کہ ان سے مراد بت ہیں۔ کیونکہ "من دون الله" یا "من دونه" کا معنی ہے اللہ کو چھوڑ کر، کیونکہ وہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان بتوں کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور ان کی عبادت کرتے تھے اور "من دون الله" سے یہ بات بھی واضح ہو رہی ہے کہ وہ مشرکین اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہوتے ہوئے اپنے بتوں کو مستقل مانتے تھے۔ کہ اللہ چاہے یا نہ چاہے یہ ہمارے بت ہمارا کام کر دیں گے۔ اس لئے تو بار بار ان آیات میں "من دون الله" کے کلمات آ رہے ہیں یعنی وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انہیں پکارتے تھے مگر ہم تو اللہ تعالیٰ چھوڑ کر ان مقدس بندوں کو نہیں پکارتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت دیتے ہوئے انہیں مانتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت دیتے ہوئے یوں کہتے ہیں نبی اللہ، حبیب اللہ، ولی اللہ وغیرہ اور ہم مقدس بندوں کو اللہ تعالیٰ کا محتاج مانتے ہوئے پکارتے ہیں۔

مُوَحِّد: اچھا یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ بتوں والی آیات میں "من دون الله" یا "من دونه" کے کلمات آتے ہیں۔ اب ذرا یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس بندوں والی آیات میں بھی کوئی ایسا کلمہ آتا ہے جس کی بناء پر پہچان لیں کہ یہ آیات اللہ تعالیٰ کے مقدس بندوں سے متعلق ہے۔

عام مسلمان: ہاں بھائی! اس کے بارے میں اتنا عرض ہے کہ مقدس حضرات کے بارے میں چونکہ بیشمار آیات آئی ہیں اس لئے سرِ دست صرف اتنا

عرض ہے کہ مقدس شخصیات کے اختیارات جہاں بیان کئے ہیں وہاں یا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کا ذکر ہے یا "باذن اللہ" کے کلمہ کو ذکر کیا ہے کہ یہ رب کے فضل سے ہے۔ یا یہ کہ "باذن اللہ" یعنی رب کے حکم واجازت سے یہ کام ہوا ہے۔ مثلاً آپ ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے بیان میں بار بار "باذن اللہ" آ رہا ہے۔ اور اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم "من دون اللہ" والے نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہو کر ان مقدس شخصیات کو پکاریں بلکہ "باذن اللہ" والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اذن سے ان کے تصرفات کو مانتے ہیں۔ یعنی اپنے بزرگوں پر "من دون اللہ" والی آیات چسپاں نہیں کرتے ہیں بلکہ "باذن اللہ" سے انہیں پہچانتے ہیں پس ان سے معجزات اور کرامات اور تصرفات کے قائل ہیں۔ آیات ملاحظہ فرمائیں۔ ہم اپنے بزرگوں کو اس طرح نہیں مانتے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہو جائیں بلکہ ہم تو اپنے بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کے اذن، (حکم) کا محتاج مانتے ہوئے

من دون اللہ والی آیات

يَآيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾

اے لوگو! ایک مثال بیان کی گئی اسے کان لگا کر سنو یقیناً اللہ کو چھوڑ کر تم جن (بتوں) کی عبادت کرتے ہو (اگر) وہ ایک مکھی بھی (بنانا چاہیں تو) ہرگز نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر جمع

ہوجائیں اور (پیدا کرنا تو درکنار) اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین
لے جائے تو اس کو وہ اس سے چھڑا نہیں سکتے طالب اور مطلوب
دونوں کمزور ہیں۔ (الحج:۷۳)

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝۱۳

داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں
اور اس نے کام میں لگا رکھے سورج اور چاند ہر ایک مقرر معیاد
تک جاری ہے، یہ ہے (عظمت والا) اللہ تمہارا رب اسی کا ہے
سارا ملک اور وہ (باطل معبود) جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو وہ
کھجور کی گٹھلی کے کسی چھلکے کے (بھی) مالک نہیں۔ (فاطر:۱۳)

باذن اللہ والی آیت

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۴۹

اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف (یہ کہتا ہوا) کہ میں
تمہارے پاس ایک نشانی لے کر آیا ہوں۔ تمہارے رب کی
طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے جیسی صورت

بناتا ہوں پھر میں اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اُڑنے والی ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفایاب کرتا ہوں مادرزاد اندھے اور برص والے کو اور میں جِلاتا ہوں مُردے اللہ کے حکم سے اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں اس چیز کی جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو بیشک ان سب باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم مؤمن ہو۔ (آل عمران:۴۹)

مُوَحِّد: ارے تم نے تو پورا زور اس بات پر خرچ کر دیا ہے کہ یہ آیات بتوں سے متعلق ہیں اللہ تعالیٰ کے مقدس بندوں سے متعلق نہیں۔لیکن دراصل یہ جو بت ہیں وہ بزرگ اور مقدس شخصیات کے بنائے گئے تھے یعنی دراصل پوجا ان بتوں کی نہیں ہوتی تھی بلکہ ان بزرگ شخصیات کی ہوا کرتی تھی اس لئے یہ بات مان لو کہ بتوں والی آیات کو مقدس حضرات پر چسپاں کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

عام مسلمان: حیران ہوتے ہوئے! وہ کیسے؟ اپنی بات واضح کرو۔

مُوَحِّد: یہ کہنا غلط ہے کہ بت پرست بتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ لوگ بھی پتھر کو پتھر ہی جانتے ہی۔اگر پتھروں کی پوجا مقصود ہوتی تو وہ پہاڑ کی پوجا کرتے۔جہاں بڑے بڑے پتھر ہوتے ہیں۔اور سڑکوں پر پتھر استعمال کر کے پتھر کی بے حرمتی کبھی نہ کرتے۔مگر پتھر کو جب کسی قابل احترام بزرگ شخصیت سے منسوب کر کے لایا جاتا ہے تو پھر اس پتھر کا احترام کرنا اور اس کی پوجا کرنا وہ فرض جانتے ہیں وہ ان بزرگوں کی پوجا کرتے ہیں جن سے وہ پتھر یا لکڑی کا بت منسوب ہوتا ہے۔مقصود بت نہیں بلکہ بزرگ کی ذات ہوتی ہے۔بت کا پجاری دنیا میں کوئی نہیں ہے بلکہ پوجا بزرگ کی مقصود ہوتی ہے۔احادیث کی کتب میں

صاف بیان ہے کہ مشرکین پتھروں کی پرستش نہیں کرتے تھے بلکہ ان 360 بتوں کو انہوں نے اللہ کے نیک بندوں سے منسوب کر رکھا تھا ان میں سے ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی تھا۔اور لات کون تھا۔نہ صرف ایک بت نہیں تھا بلکہ عرب کا ایک نیک شخص تھا جو حاجیوں کو ستو کھلاتا تھا۔ان کی خدمت کرتا تھا آپ حیران ہونگے کہ اس کے مرنے کے بعد مشرکین مکہ نے اس کا بت بنا کر اسے اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ وسفارشی بنا رکھا تھا۔اور جیسا کہ قرآن پاک میں قوم نوح کے پانچ معبودوں وڈ،سواع،یغوث،یعوق اور نسر کا ذکر ہے،جن کی پرستش کی وجہ سے قوم نوح کو غرق کیا گیا۔یہ پانچ افراد قوم نوح کے صالح لوگ تھے جن کو موت کے بعد لوگوں نے اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔جیسا کہ ان کے بارے میں قرآن میں بیان ہے۔اس قوم کے سرداروں نے اپنی قوم سے کہا!

وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۙ۬ وَّ لَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَ نَسْرًا ۚ﴿۲۳﴾

اور انہوں نے کہا کہ ہرگز نہ چھوڑنا اپنے معبودوں کو اور ہرگز نہ چھوڑنا وَدّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نَسر کو۔ (نوح:23)

عام مسلمان: یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ مشرکین ان بتوں کے پردے میں مقدس شخصیات کی پوجا کرتے تھے کیونکہ یہ عقیدہ تو ان بزرگ شخصیات کو جہنم میں پہنچا دے گا جبکہ ان کا تو اس میں کوئی بھی قصور نہیں جیسا کہ سورۃ انبیاء آیت نمبر ۹۸ میں ہے!

اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾

بیشک تم اور اللہ کے سوا جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو سب جہنم
کا ایندھن ہیں تم (سب) اس میں پہنچنے والے ہو۔ (انبیاء:98)

اگر پوجا ان بتوں کی نہیں ہو رہی بلکہ ان بزرگ شخصیات کی ہو رہی ہے۔ تو آپ ذرا خود غور فرمایئے کہ سیدنا نوح علیہ السلام کے زمانے کے پانچ بزرگ کیا مشرکین کے شرک کرنے کی بناء پر اپنے ناکردہ جرم کی سزا خواہ مخواہ اس طرح پانے لگیں کہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم کا ایندھن بن جائیں۔

بھلا بتلایئے تو سہی کہ اس میں ان بزرگ شخصیات نے کیا قصور کیا ہے اور کس جرم کی پاداش میں انہیں جہنم میں داخل کیا جائیگا جبکہ قرآن مجید میں رب العالمین نے یہ بات بھی ارشاد فرما دی ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائیگا۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ وَ لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

فرمایئے کیا اللہ کے سوا کوئی دوسرا رب تلاش کروں؟ حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے اور کوئی شخص بُرائی نہیں کرتا مگر وہ اسی کے ذمہ پر ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا پھر تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے تو وہ تمہیں خبر دے گا اس چیز کی جس مین تم اختلاف کرتے تھے۔ (الانعام:۱۶۴)

یعنی یہ ممکن نہیں ہے کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔ یہ تو اس طرح ہوگا کہ شرک تو کریں مشرکین اور ان کے جرم کی سزا ان مقدس شخصیات کو ملے۔ تو اس کا

مطلب تو یہ ہو جائے گا کہ کوئی بھی شخص کسی موحد شخص کی ڈمی (Dummy) بنائے اوراس کی چندروز پوجا پاٹ کرے یا کسی ہندو کی منت سماجت کرے کہ تم تو یہ کام کرتے ہی رہتے ہو اپنے رام کی خاطر میرے لئے ذرا دیر کیلئے اس ڈمی (Dummy) کی بھی پرستش کرلو اور جب وہ ہندو اس کی پرستش کرلے پھر یہ شخص شور مچا دے کہ یہ ڈمی (Dummy) والی عظیم الشان موحد شخصیت تو جہنمی ہے کیونکہ دراصل اس کی ڈمی (Dummy) ہے اور سورۃ انبیاء میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرما دیا ہے کہ اے مشرکو! تم اور جنکی تم پوجا کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں پس اے لوگو سن لو میں تو اس شرک سے توبہ تائب ہوتا ہوں۔ رہ گیا یہ ڈمی والا تو اس کا تو میں نے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جنت سے پتہ کاٹ دیا ہے یہ تو گیا جہنم میں، اور میں تو ہوں جنتی۔ اب آپ خود غور فرمائیں کہ اس کا یہ عقیدہ کتنا مضحکہ خیز ہے کہ کوئی بھی انسان جس وقت جس کو اور جب چاہے جہنمی بنا دے۔

مُوَحِّد: بگڑتے ہوئے! ارے یہ خواہ مخواہ کی جھک جھک نہ کرو تمہاری یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ بھلا پھر ان بتوں کے نام ان مقدس شخصیات کے ناموں پر کیوں رکھے گئے؟

عام مسلمان: بھائی ذرا تم خود انصاف اور ٹھنڈے دل سے سوچو تو سہی کہ اگر کسی نے ان بتوں کے نام ان بزرگوں اور مقدس شخصیات کے ناموں پر رکھ دیئے تو اس میں ہمارا اور ان مقدس شخصیات کا کیا قصور ہے۔ اچھا ذرا یہ بتاؤ تمہارا کیا نام ہے؟

مُوَحِّد: (پورے جوش میں) ''کامران''

عام مسلمان: اچھا یہ بتاؤ اگر کوئی ہندو اپنے کسی بت کا نام ''کامران'' رکھ لے تو کیا تم بھی اس بت کے ساتھ جہنم میں جاؤ گے جبکہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ!

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَ لَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَ

قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

پھر اگر تم نہ کر سکے اور ہرگز نہ کر سکو گے تو بچو اُس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، تیار کی گئی ہے کافروں کیلئے۔ (البقرۃ:۲۴)

تمہارا جہنم میں جانا اس لئے ضروری ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں سے فرمایا ہے کہ تم اور جن کی تم پوجا کرتے ہو جہنم میں جاؤ گے۔ یعنی وہ ہندو، مشرک اس لئے جہنم میں گیا کہ وہ مشرک تھا اور وہ بت اس لئے جہنم میں جائے گا جیسا کہ اس بات کو سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۴

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

پھر اگر تم نہ کر سکے اور ہرگز نہ کر سکو گے تو بچو اُس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، تیار کی گئی ہے کافروں کیلئے۔

میں بیان کیا گیا ہے۔ اور تم اس لئے جہنم میں جاؤ گے کہ درحقیقت اس بت کی پوجا نہیں کی گئی بلکہ تمہاری پوجا کی گئی کیونکہ تم نے ابھی خود تو کہا ہے کہ دراصل پوجا بتوں کی نہیں ہوتی بلکہ ان لوگوں کی ہوتی ہے جن کے ناموں پر ان بتوں کے نام رکھے گئے ہیں۔ اب بتاؤ تم جہنم سے اپنی جان کیسے چھڑا پاؤ گے۔

مُوَحِّد: (بوکھلاتے ہوئے) ارے! تمہاری تو مثالوں نے مروا دیا ہے کوئی ڈھنگ کی بات تو زبان سے نکالا کرو۔

عام مسلمان: (سنجیدگی سے) اے پیارے بھائی! پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم ابھی ابھی قرآن مجید سے یہ بات ثابت کئے دیتے ہیں کہ صرف ایک جیسے نام ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ دیکھو! اس آیت کریمہ کی روشنی میں جس طرح وہ بزرگ شخصیات جہنم میں

جانے سے بچ جائیں گی۔ وہاں تم بھی جہنمی ہونے سے بچ سکو گے بشرطیکہ تم نے ہدایت حاصل کر لی ہو!

مُوَحِّد: (بے صبری سے) اچھا پھر بتاؤ نا کہ وہ کونسی آیت ہے، رک کیوں گئے ہو؟

عام مسلمان: اے بھائی! تمہاری یہ بے قراری اور بے صبری بتلا رہی ہے کہ اس وقت تمہیں نہ تو ان بزرگ شخصیات سے کوئی سروکار ہے اور نہ ان بتوں کی پرواہ ہے بلکہ تمہیں تو صرف اور صرف اپنی پڑی ہے کہ کسی بھی طرح تم جہنمی ہونے سے بچ جاؤ۔ اچھا تو سنو! کہ پوجا دراصل ان بتوں ہی کی ہوا کرتی تھی نہ کہ بزرگ شخصیات کی۔ رہی یہ بات کہ بتوں کے نام تو ان مقدس شخصیات کے ناموں پر ہوا کرتے تھے تو اس کا جواب دینے کیلئے ہمیں کسی قسم کی تگ و دو کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ کیونکہ رب العالمین نے قرآن مجید میں اس بات کا جواب سورۃ النجم میں واضح طور پر عطا فرما دیا ہے کہ یہ صرف نام ہی نام ہیں یعنی ان بتوں کا ان مقدس شخصیات سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، ملاحظہ ہو!

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ؕ﴿۲۳﴾ (النجم:۲۳)

یہ تو صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں اللہ نے ان کے بارے میں کوئی دلیل نہیں اتاری وہ نہیں پیروی کرتے مگر گمان اور اپنی نفسانی خواہشوں کی حالانکہ یقیناً ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آ چکی۔

اچھا لگے ہاتھوں ایک اور بھی دلیل لیتے جاؤ کہ پوجا ان بتوں کی

ہوا کرتی تھی نہ مقدس شخصیات کی دیکھو کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور بتوں کے پوجنے والوں کے درمیان مکالمہ قرآن مجید میں موجود ہے کہ جب انہوں نے اپنی قوم کے مشرکین سے فرمایا کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو تو مشرکین نے صاف صاف کہا کہ ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ہم انہی بتوں کیلئے دل جمعی کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ۝ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ۝ (الشعراء:۷۱-۷۰)

جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنے (مخاطب مشرک) لوگوں سے فرمایا تم کس کی عبادت کرتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں تو ہم انہی کے لئے جم کر بیٹھے رہتے ہیں۔

مُوَحِّد: اچھا تو حدیث میں جو آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی بت تھا جسے خانہ کعبہ سے فتح مکہ کے موقع پر نکالا گیا تھا تو اس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو۔

عام مسلمان: اے بھائی! رہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بت کا معاملہ تو اس کے متعلق کہیں پر یہ بات نہیں ملتی کہ اس بت کی پوجا کی جاتی تھی بلکہ احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس بت کو تو مشرکین نے پانسے پلٹنے کے تیروں کیلئے رکھا ہوا تھا جیسا کہ بخاری شریف میں اس سلسلے میں تفصیلی حدیث موجود ہے ورنہ کہیں تو یہ بات بھی آتی کہ لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کو بھی معبود بنالیا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے متعلق آتا ہے کہ ''انہیں'' لوگوں نے معبود بنالیا تھا۔

مُوَحِّد: (قہقہہ مارتے ہوئے) لو پھنس گئے تم، اسے کہتے ہیں ''اپنے ہی دام میں صیاد آگیا'' دیکھو ہمارا سارا مسئلہ تو تم نے خود ایک ہی جملے میں حل

کر دیا ہے۔اب بتاؤ کہ جس دلیل سے تم حضرت عیسی علیہ السلام کو بچاؤ گے کہ ان کی پوجا کی جاتی تھی اس کے باوجود بھی وہ جہنم میں نہیں جاسکتے ہیں۔اسی دلیل سے ہم ان مقدس شخصیات کو بھی جہنم میں جانے سے بچالیں گے۔ہمارا مقصد بھی پورا ہوجائے گا کہ پوجا دراصل ان مقدس شخصیات ہی کی کی جاتی تھی مگر اس کے باوجود بھی وہ جہنم میں نہیں جائیں گے جس طرح کہ حضرت عیسی علیہ السلام جہنم میں نہیں جاسکتے ہیں۔

عام مسلمان: اے بھائی! مجھ پر اتنا بڑا الزام نہ لگاؤ! میں نے یہ کب کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پوجا کی جاتی تھی بلکہ میں نے تو یہ کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان عیسائیوں نے معبود مان لیا تھا۔

مُوَحِّد: اچھا اگر یہ بات ہے تو یہ بتاؤ کہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام کی عبادت کئے بغیر انہیں معبود کیسے مان سکتے ہیں۔

عام مسلمان: اے بھائی! اگر معبود کیلئے ضروری ہے کہ اس کی عبادت بھی کی جائے تو بھلا یہ تو بتاؤ کہ قرآن مجید نے حضرت مریم علیہا السلام کو ''اِلٰہ'' (معبود) کیوں کہا ہے جب کہ عیسائی حضرت مریم کی عبادت نہیں کرتے ہیں۔

مُوَحِّد: (جلدی سے) وہ کیسے؟

عام مسلمان: دیکھو قرآن مجید میں ہے کہ!

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَ لَاۤ

اَعۡلَمُ مَا فِیۡ نَفۡسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ﴿۱۱۶﴾

اور جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تم نے کہا تھا لوگوں سے کہ مجھے اور میری ماں کو دو ''اِلٰہ'' (معبود) بنا لو اللہ کے سوا۔ وہ عرض کریں گے تو پاک ہے۔ میرے لائق نہیں کہ میں وہ بات کہوں جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے یہ کہا ہوتا تو اُسے تُو ضرور جانتا تُو میرے دل میں چھپی ہوئی ہر بات جانتا ہے اور جو تیرے علم میں ہے میں اسے نہیں جانتا بیشک تُو ہی سب غیبوں کا خوب جاننے والا ہے۔ (المائدہ:۱۱۶)

تو اب بتاؤ کہ کیا قرآن مجید میں حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو معبود کیوں کہا ہے جبکہ ان کی عبادت بھی نہیں کی گئی۔ اگر آپ کو یقین نہ آئے تو کسی بھی عیسائی سے خود پوچھ سکتے ہو کہ آیا وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی یا حضرت مریم علیہا السلام کی عبادت کرتے ہیں تو وہ خود یہ بات بتائیں گے کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے ہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

مُوَحِّد: ارے بھائی! یہ تو تم بڑی بے ایمانی کرتے ہو کہ اچھے بھلے لاجواب ہوتے ہوئے اچانک قرآن مجید کو درمیان میں لے آتے ہو۔ اچھا چلو اس آیت سے تو یہ بات واضح ہے کہ معبود ماننے کیلئے عبادت کا کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہاں اس آیت میں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہا السلام کو معبود تو کہا گیا ہے اور عیسائیت سے یہ بات بھی واضح ہے کہ کوئی عیسائی ان کی عبادت نہیں کرتا۔ اچھا پھر یہ تو بتاؤ کہ یہ عیسائی جب حضرت عیسیٰ و مریم علیہ السلام کی عبادت بھی نہیں کرتے ہیں پھر انہیں مشرک کیوں کہا گیا ہے۔

عام مسلمان: ہاں عیسائی کافر تو یقیناً ہیں۔ میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ عیسائیوں کو کہیں بھی مشرک کہا گیا ہے ہاں اس وقت میں اس بات پر اصرار نہیں کرتا ہوں کہ کہیں بات کا رخ بدل نہ جائے بلکہ تمہارے اصرار پر اگر بالفرض یہ مان بھی لوں تو پھر میں یوں عرض کروں گا کہ عیسائی دراصل اس بناء پر مشرک قرار نہ پائیں گے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ و مریم علیہما السلام کی عبادت کر کے انہیں معبود مانا تھا بلکہ وہ تو مشرک اس بناء پر ہوئے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا تسلیم کیا تھا۔ کیونکہ باپ اور بیٹے تو ایک ہی جنس سے ہوتے ہیں ظاہر ہے جس طرح انسان کا بیٹا انسان ہوتا ہے۔ الہٰ معبود کا بیٹا بھی معبود ہوگا نا۔ پس ثابت ہوا کہ عیسائیوں کے مشرک ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کا درجہ دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

لَقَدۡ كَفَرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ ؕ

کہ بیشک ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا مسیح ابن مریم بھی اللہ ہے۔ (المائدہ:۱۷)

خلاصہ کلام

عام مسلمان: معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک توحید، اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے کا نام نہیں بلکہ انبیاء اور اولیاء کی گستاخی کا نام ہے کیونکہ آپ حضرات توحید کی وضاحت کی شروعات ہی یہاں سے کرتے ہیں کہ تمہارے یہ خود

ساختہ حاجت روا اور مشکل کشاء (انبیاء اور اولیاء) کچھ بھی نہیں کر سکتے اور وہ تمام آیت جو کہ بتوں اور مشرکوں سے متعلق آئی ہیں وہ تمام کی تمام انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کر کر کے ان کو اتنا بے توقیر کرنے کی کوشش کرتے رہے کہ ایک عام مسلمان اپنے نوکر سے تو کام کرنے کیلئے کہہ سکتا ہے اور اسے اپنے مشکل میں پکار سکتا ہے لیکن اگر کسی نے کسی بھی مقدس ہستی کو پکار لیا تو آپ حضرات کا ایک لہراتا ہوا شرک کا فتویٰ اس کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

مُوَحِّد: ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم نے بتوں اور مشرکوں والی آیات کو جان بوجھ کر انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کیا ہے۔ ہاں بھئی! غلطی سے اگر ایسا ہو بھی گیا ہے تو اس میں اتنا برہم ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ خواہ مخواہ کا غصہ کسی اور پر جا کر نکالو۔

عام مسلمان: بھائی! اتنی ہٹ دھرمی بھی ٹھیک نہیں ہے کچھ تو خوف خدا کرو ہمارے علماء تو شروع سے اس بات پر زور دیتے آرہے ہیں کہ دیکھو یہ تم کیا کر رہے ہو کہ انبیاء اور اولیاء پر مشرکوں والی آیات پڑھ کر کیوں چسپاں کر رہے ہو۔ پس اس وقت تم اور تمہارے علماء کہاں تھے انہوں نے ہمارے علماء کی بات پر کان کیوں نہ دھرے کہ آج اُمت کے ایک حصے کو گمراہی کی دلدل میں ڈال دیا ہے اور ہمارے علماء آج سے اس بات کی وضاحت نہیں کر رہے ہیں بلکہ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان عالی تو پندرہ سو سال پہلے سے موجود ہے جسے ہم پیش کرتے آئے ہیں اور ہم کہتے رہے ہیں کہ خدارا تم اس حرکت سے باز آجاؤ ورنہ تم بھی اس حدیث کے مصداق بن جاؤ گے۔

حدیث ملاحظہ ہو!

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان لوگوں کومخلوق خدا
میں بدبخت ترین جانتے تھے اور انہوں نے فرمایا کہ جو آیات
کافروں (مشرکوں) کے متعلق نازل ہوئی ہیں ان لوگوں نے
ان آیات کو مومنین پر چسپاں کرنا شروع کردیا ہے۔'' (بخاری
شریف جلد 2 ص 1024)

مُوَحِّد: بھائی! اتنا غصہ نہ کرو اللہ جانتا ہے کہ یہ جو کچھ ہوا ہے انجانے میں ہوا ہے۔

عام مسلمان: بھائی اتنا بھی انجانہ پن کیا۔ کہ لوگوں کے سمجھانے کے باوجود کئی سو
سال سے اس اندھیرے میں انجان بنے چلے جارہے ہو۔ بہرحال
انشاء اللہ دوبارہ پھر عنقریب ملاقات ہوگی۔ اور اب ذرا سنبھل کر آنا
کہ پھر تم اپنے عقائد کے بارے میں کہیں یہی نہ کہتے چلے جاؤ کہ
بھائی اچانک اور انجانے میں یہ غلطیاں سرزد ہوگئی ہیں۔ اور آپ یہ
بات جانتے ہیں کہ ایسی غلطیوں کا ازالہ صرف سوری **(Sorry)**
کرنے سے نہیں ہوجاتا ہے۔ بلکہ اس ناپاک عقیدے کو جتنی کوشش
کرکے پھیلایا ہے اسی قدر کوشش کرکے مٹایا جائے۔ اور اپنی غلطی کا
ازالہ کرکے ہمارے عقیدے کی تائید کرو۔

مُوَحِّد: بیچارگی سے! اچھا ذرا یہ بتاؤ کہ جن لوگوں نے ہمارے کہے میں آکر یہ
غلط عقیدہ اپنالیا ہے تو آیا اُن کے وبال سے ہمارا چھٹکارا ہوسکتا ہے؟

عام مسلمان: بھائی! جو لوگ صحیح عقیدہ، عاشق مصطفی تھے اگر آپ کے چکر میں آکر
بے راہ روی کا شکار ہوگئے ہیں تو ان میں سے جو زندہ ہیں انہیں اپنے
پہلے عقیدے کے بارے میں واضح طور پر آگاہ کرو کہ ہم کھلم کھلا
گمراہی میں تھے اور ہمیں اس بات پر پچھتاوا ہے کہ ہم انبیاء کرام اور
اولیاء عظام کے متعلق گھناؤنی سازش کرتے رہے ہیں اور انہیں مزید

یہ بھی کہہ دو کہ اب ہم تم پر یہ بات واضح کرر ہے ہیں لہٰذا اب تم لوگ سیدھے راستہ پر آجاؤ کہ روز قیامت ہم تمہارے جوابدہ نہ ہونگے۔ ہاں اور جولوگ انبیاء واولیاء کی گستاخیاں کرتے کرتے مر گئے ہیں وہ تو گئے جہنم میں اب ان کا کفر جو کہ تمہاری غلط بیانی کی بناء پر ہوا تھا اس کے وبال سے بچنے کیلئے ہمیشہ توبہ واستغفار کرتے رہو شاید کہ اللہ تعالیٰ تمہارے استغفار کے اخلاص کو دیکھ کر معاف فرمادے تو یہ بھی اس کی عنایت ہوگی۔

مُوَحِّد: ''بھوں بھوں'' (پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے)! میں سابقہ عقیدہ سے توبہ کرتا ہوں اور صدق دل سے توبہ تائب ہوتا ہوں کہ ہائے ساری زندگی ہم کیا کرتے رہے کہ شرک کے پردہ میں کفر کی کمائی کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے۔ ہائے ہمارا یہ عقیدہ تو خارجیوں والا عقیدہ تھا، ہائے ہائے ہم یہ کیا کرتے رہے کہ ہائے اللہ ہم نے شیطانوں، بتوں اور مشرکوں کی آیات کا مصداق انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو قرار دیا، یہ تو ایسا ہی ہے کہ ایک بھنگی کے احکامات وزیر اعظم یا صدر پر لگائے جانے لگیں بلکہ یہ تو اس سے بھی زیادہ بڑا جرم ہے۔ ہائے! ہم نے یہ کیا کیا بس اب تو اگر اللہ تعالیٰ ہماری توبہ کو قبول فرمالے تو اس کا کرم ورنہ تو ہم یقیناً جہنم میں جانے کے حقدار ہیں۔

عام مسلمان: تسلی دیتے ہوئے کہ اے بھائی! اللہ تعالیٰ بڑا غفور الرحیم ہے فکر نہ کرو۔

مُوَحِّد: آنسو بہاتے ہوئے! وہ تو غفور الرحیم ہے مگر ہمارا جرم بھی تو دیکھو کہ ہم نے بھی کوئی حد ہی کر دی ہے گستاخی کرنے میں کہ ناپاک ترین چیز ''بت اور شرک'' کا حکم اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ پاک ہستیوں (انبیاء اور اولیاء) پر لگایا ہے۔

عام مسلمان: اچھا اب تمہاری بخشش کا ہمارے پاس تو ایک ہی حل ہے۔

مُوَحِّد: ہچکیاں لیتے ہوئے! ہاں وہ.......کیسے؟

عام مسلمان: کہ بس نبی آخرالزماں کے دامن سے چمٹ جاؤ اوران کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو انشاء اللہ تمہاری بخشش ہوجائے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝۶۴

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اس کی فرمانبرداری کی جائے اللہ کے حکم سے اور اگر وہ کبھی اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو آجاتے آپ کے پاس پھر مغفرت طلب کرتے اللہ سے اور مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول، تو ضرور پاتے اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، بے حد رحم فرمانے والا۔ (النساء:۶۴)

اور اے میرے عزیز از جان بھائی ان لوگوں سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ناطہ توڑ لو جن کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے کہ بروز قیامت وہ گستاخانِ مصطفیٰ حسرت و یاس سے یوں کہیں گے!

وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا۝۲۷ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا۝۲۸ (الفرقان:۲۷-۲۸)

اور جس دن (ہر) ظالم (حسرت سے) اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹے گا (اور) کہے گا کاش میں نے رسول کے ساتھ راستہ اختیار کرلیا ہوتا۔ ہائے افسوس کاش میں فلاں کو اپنا دوست نہ بناتا۔